

# حکمتِ سید مودودیؒ

محمد یوسف صاحب لائبریرین ادا سہ تحقیقات اسلامی - لاہور

نصف صدی پہلے کے "اشاس ات" مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے "فانحنہ" کے عنوان سے لکھے تھے۔ بھری کیلنڈر کے مطابق یہ تخریر اب سے ساڑھے اکیاون برس پہلے کی ہے۔ جب ترجمان القرآن مولینا کے ہاتھوں میں آیا۔ یہ تخریر محرم ۱۳۵۲ھ کے اس پرچے میں شائع ہوئی جو مولینا کی ادارت میں نکلنے والا اولین شمارہ تھا۔  
(مرتب)

الحمد لله الذي انزل علينا كتابه هدى وشفاء للناس،  
ويسر لنا التذكريه، وارسل الينا عبده ورسوله محمداً صلى الله عليه وسلم  
بالهدى ودين الحق يتلوا علينا آياته ويزكينا ويعلمنا الكتب و  
الحكمة، ويخرجنا من الظلمات الى النور۔

یہ رسالہ اپنی زندگی کے چھ مہینے پورے کرنے کے بعد آج ایک دوسرے مرحلے میں قدم رکھ رہا ہے۔ جو پہلے مرحلے سے زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔ کٹھن اور دشوار صرف اسی معنی میں نہیں کہ اس کے پیش نظر اب پہلے سے زیادہ مشکل کام ہے، بلکہ اس معنی میں بھی کہ جن ہاتھوں میں وہ منتقل ہو رہا ہے وہ پہلے کام کرنے والے ہاتھوں سے زیادہ کمزور ہیں۔ اب تک اس رسالہ کی تخریر و ترتیب ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں محض جس نے برسوں سے اپنی زندگی کو قرآن اور صرف قرآن کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے، جس کے لیے قرآن کے ذکر اور قرآن کی تعلیم و تبلیغ کے سوا دنیا کی کسی چیز میں دلچسپی

نہیں رہی، جس نے قرآن کے کام کو اڑھنا اور بچھونا بنا لیا ہے، اور قرآن کی طرف دعوت دینے میں جس کا انہماک اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ دنیا کے ہر انہماک کو اس پر رشک آتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے سب سے بڑی قوت اس کا خلوص، اس کی تن دہی اور اس کا ایشا رہے جو ہر مشکل سے مشکل امر میں کامیابی کے لیے ضامن ہوتا ہے۔ مگر اب یہ کام اس شخص کے سپرد کیا جا رہا ہے، جو انکسار کے طور پر نہیں، اعترافِ حقیقت کے طور پر اپنی کمزوری، اپنی بیچارگی، اپنی بے ماٹگی کو تسلیم کرتا ہے اور ہر شخص سے زیادہ خود اپنے عجز و درماندگی سے واقف ہے۔

ایک طرف یسوع و ناتوانی ہے۔ دوسری طرف پیش نظر کام یہ ہے کہ اسلام کو اس اصلی روشنی میں پیش کیا جائے جس میں قرآن حکیم نے اس کو پیش کیا ہے۔ اور قرآن حکیم کی تعلیمات اور اس کے حقائق و معارف کو اس طریق سے بیان کیا جائے، جس طریقہ سے سلف صالح نے ان کو بیان کیا ہے۔ کہنے کو یہ کام بہت آسان ہے۔ صرف دو جملوں میں اس کا ماہر حاصل ادانہ دیا جاسکتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مشکوٰۃ نبوت سے بعد صحیح کی کمی، سلامتِ قلب و سدادِ نظر کے فقدان، یونانی فلسفہ، عجمی مشکانی، مغربی تشکیک، اور سب سے بڑھ کر خود پرستی، عقلیت کے گھمنڈ اور ہوائے نفس کے اتباع نے ہمارے اور معارفِ قرآنی کے درمیان ایسے پردے ڈال دیئے ہیں کہ جو قرآن آسان کیا گیا تھا وہ وہ اب سب سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ جو نہ صرف روشن بلکہ روشن گر، نہ صرف نور بلکہ منیر تھا وہ اب خود اپنی اصلی شکل میں نظر نہیں آتا کجا کہ ہم کو سیدھا راستہ دکھائے۔ جو آنکھوں کو دیکھنے، کانوں کو سننے، دلوں کو سمجھنے کی دعوت دینے آیا تھا وہ اب خود نہ دکھائی دیتا ہے، نہ کانوں میں اترتا ہے اور نہ دلوں تک پہنچتا ہے۔ قریب قریب ایک ہزار برس سے اس سراجِ منیر، اس نورِ مبین، اس شمعِ ہدایت پر اسرائیلیات، یونانیات، عجمیات اور فرنگیات کے توہر توہر پردے ڈالے جا رہے ہیں، جن کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں چاہے تخریف نہ ہو سکی ہو، مگر معانی کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں، حقائق چھپ گئے ہیں۔ تعلیمات مستور ہو گئی ہیں، اور ان فوائد کا حصول کم اور کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جن کے لیے یہ کتاب نازل کی گئی تھی۔ فلسفیوں کے نظریات، منطقیوں کے اصول، طبیعوں کے قواعد، فلکیوں کی تشریحات، مورخوں کے بیانات، قصہ خوانوں کے قصے، خوش

ہر وہ چیز جس کو قرآن اُس کی تعلیم، اور اس کی ہدایت سے دور کا واسطہ بھی نہیں، قرآن کی تفسیر و تاویل میں دخل پاگئی ہے۔ اور اس کے برعکس رسول اللہ کی سنت اور اصحاب و اہل بیت رسول کے اقوال و آثار اور مشکوٰۃ نبوت سے قریب ترین اقتساب کرنے والوں کے بیانات کو جن کو فہم قرآن منحصر ہے اس سے خارج یا قریب قریب بے تعلق کر دیا گیا ہے۔

ان حالات میں قرآن مجید کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرنا، اس کے حقائق و معارف کو اس سیدھے اور صاف طریقے سے سمجھنا اور سمجھانا جس سے قرآن اول کے سچے مسلمان سمجھتے اور سمجھاتے تھے، ایک بڑا کام مشکل ہے۔ اور اس مشکل کام کے لیے اس رسوخِ علم، سلامتِ قلب اور طہارتِ نفس و روح کی ضرورت ہے، جس کی قلت میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ قرآن مجید کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے سب سے پہلی ضرورت پاکیزگی ہے کہ قرآن ہدیٰ للمتقین ہے۔ جس طرح قرآن کے اوراق کو چھونے کے لیے جسم کی پاکیزگی ضروری ہے اسی طرح اس کے معانی، اس کے معارف، اس کی روح تک رسائی حاصل کرنے کے لیے نفس و روح کی پاکیزگی بھی لازم ہے، جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر انسان بجائے ہدایت پانے کے اُلٹا گمراہ ہو جاتا ہے۔

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي  
بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ  
إِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (۲: ۳)

خدا اس قرآن سے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے  
اور بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور گمراہ جن کو  
کہتا ہے وہ دراصل فاسق ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ رسوخِ علم بھی ضروری ہے۔ جو نقشا بہات کو بھی محکمات کے درجہ میں کہ دیتا ہے اور جس کے بغیر انسان اتنا بچ فطر و کج فہم ہو جاتا ہے کہ اس کے لیے محکمات بھی نقشا بہات ہو جاتی ہیں:

مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ  
اُمُّ الْكِتٰبِ وَاٰخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ  
فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ  
شَايْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشٰبَهَ

قرآن میں بعض آیتیں صاف و صریح ہیں اور  
وہی اصل کتاب ہیں۔ اور بعض کے معانی مشتبہ  
ہیں تو بعض لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن  
کے مشتبہ اور مبہم حصوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں

تاکہ اس سے فتنہ برپا کریں اور من مانی  
تاویلیں کیا کریں۔ اور جو علم میں رسوخ اول  
پختگی رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن پر  
ایمان لے آئے ہیں اس میں جو کچھ ہے ہمارے  
رب کی طرف سے ہے اور حق یہ ہے کہ جو عقل  
رکھتے ہیں نصیحت انہی پر کارگر ہوتی ہے۔

مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ  
ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ  
تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ  
فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ  
كُلُّ مَنْ عِنْدَنَا مِنَّا وَمَا  
يَذَكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ -

(۱:۳)

پس سلامتی کی راہ تو درحقیقت اس میں تھی کہ جو شخص رسوخِ علم اور طہارتِ قلب کا مالک  
نہیں ہے وہ ”ترجمان القرآن“ کی تحریر و ترتیب کا کام اپنے لامحظہ میں لے لیتا، مگر کام کی دشواری  
اور اپنی کمزوری کو جاننے کے باوجود محض خدمت کے جذبہ نے مجھ کو اس دعوت کے قبول کرنے  
پر مجبور کر دیا جو مجھے اس کام کی جانب دی گئی ہے اور اس بھروسہ نے میری ہمت بڑھائی کہ جس  
خدا نے میرے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہے، وہی رسوخِ علم، صحتِ فکر، سلامتِ قلب اور طہارتِ  
نفس و روح بھی انسانی فرمائے گا۔

”ترجمان القرآن“ کے مقاصد میں سے ایک اہم اور ضروری مقصد یہ بھی ہے کہ مسلمانوں اور  
غیر مسلموں کو قرآن کے سمجھنے میں مدد دی جائے اس مقصد کے ذیل میں یہ بھی آجاتا ہے کہ ان شکوک و  
شبہات کو حل کیا جائے جو قرآن مجید کا مطالعہ کرتے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس  
کے لیے ”ترجمان القرآن“ میں ایک مستقل باب رہے گا جس میں ہر شخص کو اپنی مشکلات اور  
اپنے شبہات پیش کرنے کا حق ہوگا۔ اور حتی الامکان ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔  
حتی الامکان میں اس لیے کہہ رہے ہوں کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا فاضل ہو، یہ دعویٰ نہیں  
کر سکتا کہ وہ ہر مشکل کو حل اور ہر شبہ کو رفع کر دینے پر قادر ہے۔ ایک شخص زیادہ سے زیادہ  
بھی کر سکتا ہے کہ اپنے علم و فہم کے مطابق لوگوں کے شبہات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔  
باقی رہ ان شبہات کو بالفعل دور کر دینا اور ہر شخص کو کلیتہً مطمئن کر دینا تو یہ کسی کے بس کی

بات نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اس کا مدعی نہیں ہوں کہ مجھ سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ کسی مسئلہ کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خود میں غلطی پر ہوں، ایسے مواقع پر میں اُمید کرتا ہوں کہ میری کسی غلطی کو تصدیق اختیار پر محمول نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ناواقفیت اور قلتِ فہم کا نتیجہ سمجھا جائے گا۔ اور اہل علم حضرات میری اصلاح کی کوشش فرمائیں گے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی شخص مجھے غلطی پر اصرار کرنے والا ہٹ دھرم نہ پائے گا۔

ایک بات مجھے ”ترجمان القرآن“ کے ناظرین سے بھی عرض کرنی ہے۔ اس رسالہ کے اجراء کا مقصد جَلْبِ زُر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے رسائل نہایت محدود طبقوں میں مقبول ہوتے ہیں۔ اس لیے جو شخص ایسا کوئی رسالہ نکالتا ہے وہ پہلے ہی یہ سمجھ لیتا ہے کہ مالی منفعت کا حصول تو درکنار نقصان سے بچنا بھی مشکل ہے۔ لیکن یہ رسالہ جس دعوت کو پیش کر رہا ہے اس کی کامیابی اس پر منحصر ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کا پیغام پہنچے، اور زیادہ سے زیادہ آدمی اس کی تعلیم سے مستفید ہوں۔ لہذا اس رسالہ کے ہر ناظر کو صرف قاری ہی نہ ہونا چاہیے، بلکہ مبلغ اور داعی بھی ہونا چاہئے اور اپنے اپنے حلقہ میں اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہیے۔ میرا کام رسالہ کو مفید اور مفید تر بنانا ہے۔ اور ناظرین کا کام اس کے حلقہ اشاعت کو وسیع اور وسیع تر کرنا۔

آخر میں ترجمان القرآن کے مؤسس جن کے ہمتوں سے یہ ماہنامہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی طرف منتقل ہوا، مولوی ابو محمد مصلح صاحب کا وہ شذرہ بھی نقل کیا جاتا ہے جو رسالے کو مولینا مودودی کے حوالے کرنے ہوئے انہوں نے لکھا تھا۔ اس شذرہ سے مولوی ابو مصلح صاحب کا وہ نقطہ نظر سامنے آ جاتا ہے، جو

تخریکِ قرآن کے حوالے سے مولینا مودودی کے متعلق ان کا تقاضا -  
(مرتب)

تخریکِ قرآن سے ملک آشنا ہو چکا ہے اور قریب قریب ہر طبقہ کے افراد عملاً اس میں شرکت فرما چکے ہیں۔ آئندہ اگر خدا کو منظور ہے تو بہت جلد ایک تنظیمی شکل پیدا ہو جائے گی اور پھر وہ جس سے چاہے گا اس سلسلہ میں کام لے گا۔

تخریکِ قرآن اپنے اندر بڑی وسعت رکھتی ہے اس کے اصول و فروع پر بحث کے لیے مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ اصلاح سپہرام، مذہب کلکتہ اور سلسلہ اشاعتِ قرآن حیدرآباد دکن کے تقریباً پانچ ہزار صفحات تخریک کے متعلقات اور تصنیحات سے لبریز ہیں۔  
نفس تخریک کو ٹی نٹی پیز نہیں، لیکن جس شکل میں اس چودھویں صدی کے اندر اس کو پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً جملہ تخریکاتِ مامنی و حال سے اپنے رنگ میں جدا ہے اور یہی اس کی خصوصیت ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ اب تک جو کچھ لکھا جاتا رہا ہے اس میں پندرہ آنے سے زیادہ محرک کے خیال کی ترجمانی ہوتی رہی ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ دوسرے اہل قلم حضرات کے خیالات سے بھی عوام کو آگاہ کیا جائے۔ اور اس طرح ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے جو صرف قرآن مجید کے متعلق سوچے اور اسی کے متعلق لکھے تاکہ مسلمانوں میں یک رنگی پیدا ہو جائے۔

الحمد لله ترجمان القرآن کے اجراء نے بہت جلد عملی شکل اختیار کی اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جیسی شخصیت کے ظاہر و باطن کو مستقل طور پر خدانے اس کے لیے منتخب فرمایا۔ ذالک فضل الله یوتیہ من یشاء والله ذو الفضل العظیم